تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کا ترجمان

زیرنگرانی: صدر تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن-یو.کے

ایڈیٹر: عطاء القادر طاہر

ماہنامہ

جلد نمبر: 11

شمارہ:09

انٹرنیٹ گزٹ

ستمبر 2021ء

المنار

Taleem-Ul-Islam College Old Students Association - UK
181, London Road, Mordan, SM4 5HF, London.
Ph. 020 8877 5510, 7886304637 - Fax: 020 8877 9987
ticosauk2017@gmail.com - www.alminaruk.com

قال اللہ تعالیٰ

وہ جسے چاہے حکمت عطا کرتا ہے اور جو بھی حکمت دیا جائے تو یقیناً وہ خیر کثیر دیا گیا اور عقل والوں کے سوا کوئی نصیحت نہیں پکڑتا۔

(سورۃ البقرۃ: 270)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

حکمت اور دانائی کی بات تو مومن کی اپنی کھوئی ہوئی چیز ہوتی ہے، اسے چاہئے کہ جہاں بھی اسے پائے، لے لے کیونکہ وہی اس کا بہتر حقدار ہے۔ (از ترمذی بحوالہ چالیس جواہر پارے صفحہ 115)

ملفوظات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

سو یہ علوم و معارف جو دوسرے لفظوں میں حکمت کے نام سے موسوم ہیں یہ خیر کثیر پر مشتمل ہونے کی وجہ سے بحرِ محیط کے رنگ میں ہیں جو کلام الٰہی کے تابعین کو دیئے جاتے ہیں اور ان کے فکر اور نظر میں ایک ایسی برکت رکھی جاتی ہے جو اعلیٰ درجہ کے حقائق حقہ ان کے نفس آئینہ صفت پر منعکس ہوتے رہتے ہیں اور کامل صداقتیں ان پر منکشف ہوتی رہتی ہیں۔ (براہین احمدیہ جلد اوّل صفحہ 533)

ارشاد حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

’’اُن لوگوں نے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے نور پایا انہوں نے تو ہزار سال پہلے اپنی علمیت کا سکہ منوا لیا تھا۔ یورپ جو آج علم کی روشنی کا اظہار کر رہا ہے، یورپ نے ان سے علوم سیکھے تھے۔ پس روحانی نور ہی نہیں بلکہ دنیاوی ترقیات کے لئے بھی وہ لوگ روشنی کا مینار بن گئے۔ پس آج مسلمانوں کو غور کی ضرورت ہے کہ وہ نور جس نے تمام دنیا کو روشن کیا، کیا دنیاوی علوم کے لحاظ سے اور کیا روحانی علوم کے لحاظ سے، وہ نور کیوں ان کے اندر سے نہیں نکل کر پھیل رہا، جس کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مبعوث ہوئے تھے اور اپنے ماننے والوں میں وہ نور پیدا کیا تھا۔ اللہ، رسول اور قرآن کی پیروی کا دعویٰ ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ نور نظر نہیں آ رہا۔ وجہ صاف ظاہر ہے کہ اس زمانہ میں جس شخص نے اس نور کا حقیقی پرتو بننا تھا اس کا انکار کیا ہے۔‘‘ (خطبہ جمعہ 11 دسمبر 2009 از اخبار احمدیہ برطانیہ نومبر 2010)

یادوں کے دریچے

(مرسلہ: عطاء القادر طاہر)

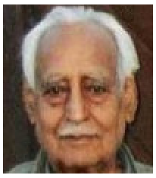

ایک دفعہ کالج میں ایک پروفیسر صاحب نے ایک غلط فہمی کی بنا پر میرے خلاف ایک طالب علم کو کچھ باتیں کہیں ۔ میں نے سٹاف روم میں انہیں کچھ سخت سست کہا اس پر انہوں نے پرنسپل حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کے پاس میری شکایت کی ۔ وہ صاحب ابھی پرنسپل کے کمرے میں ہی تھے کہ میں بھی وہاں کسی کام سے پہنچ گیا۔ تو مجھے دیکھ کر حضور نے فرمایا شاہد صاحب یہ ایسے ہی آپ کی شکایت کر رہے ہیں بھلا آپ انکو سخت سست کیوں کہیں گے؟ میں کچھ شرمندہ ہوا، حضور کا انداز نصیحت نہایت پیار بھرا ہوا کرتا تھا۔ مجھے نہیں یاد کہ حضور نے اپنے زمانۂ پرنسپل کے دوران کسی استاد کو کوئی سخت کلمہ کہا ہو۔

(ڈاکٹر سلطان محمود شاہد صاحب پروفیسر تعلیم الاسلام کالج)

☆☆

بہت جلد حضور کی تین خوبیاں کھل کر مجھ پر نمایاں ہوگئیں۔ پہلی خوبی حضور کی یہ تھی کہ بڑے سے بڑے حادثے کا روشن پہلو تلاش کر لیتے۔ دوسری خوبی یہ تھی کہ حضور کی طبیعت میں نہایت لطیف مزاح فراواں تھا۔ بے تکلف دوستوں میں حضور اکثر باتوں کو لطائف کا رنگ دے لیتے۔ کشادہ اور خندہ پیشانی، ہونٹوں پہ مسکراہٹ، آنکھوں میں غیر معمولی اور پُر کشش چمک جادو کا اثر کرتی، جس کسی سے حضور مخاطب ہوتے وہ مسحور ہو جاتا۔ تیسری خوبی یہ تھی کہ حضور کسی کی غیبت کبھی نہ فرماتے کسی دوست یا عزیز میں کوئی کمزوری دیکھ پاتے تو اسے ایک لطیف انداز سے اس طرح بیان کرتے کہ وہ دوست خود بھی ہنسے بغیر نہ رہ سکتا اور آئندہ کے لئے اپنی اصلاح بھی کر لیتا۔

(ڈاکٹر عبدالرشید تبسم صاحب)

☆☆

1947 میں ملک کی تقسیم کے بعد تعلیم الاسلام کالج قادیان سے لاہور منتقل ہو گیا۔ پرنسپل حضرت مرزا ناصر احمد کی قیادت میں کالج نے لاہور کے تمام کالجوں میں ایک نمایاں مقام حاصل کرلیا۔ 1954 میں حضرت مصلح موعود کے ارشاد پر کالج ربوہ منتقل ہوا۔ اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے ڈیڑھ لاکھ کی رقم سے آپ نے تعمیر کا کام شروع کروایا۔ آپ کی صاحبزادی امتہ الحلیم صاحبہ اس دور میں آپ کی مشقت کی داستان ان الفاظ میں سناتی ہیں:

شدید گرمیوں کی لمبی دوپہروں میں خود کھڑے ہوکر بشاشت، دعاؤں اور بہت پیار سے ایک ایک اینٹ چنوائی اور ساتھ ہی سبزے کو مدنظر رکھتے ہوئے پودے اور درخت لگانے شروع کئے۔ آپ کی یہ لگن اور محنت صرف کالج کی عمارت کی تعمیر کے لئے نہیں تھی بلکہ ان پودوں کے لئے بھی تھی جنہوں نے اس عمارت سے سایہ دار درخت بن کر نکلنا تھا یہ سب کچھ انہیں ایک صحت مند ماحول فراہم کرنے کے لئے تھا۔

☆☆

لاہور میں جن دنوں حضور پرنسپل تھے میں کالج میں داخل ہوا۔ کالجز میں سالِ اول کے طلباء کو بیوقوف بنانے اور ان کا الو کھینچنے کا رواج عام تھا۔ حضور نے داخلہ کے بعد پہلے ہی دن ہال میں سب طلباء کو جمع کر کے خطاب فرمایا۔ دیگر باتوں کے علاوہ فرمایا ایک بات میں آپ کو بتا دوں کہ ہم اس کالج میں بیوقوفوں کو داخلہ نہیں دیتے، لہٰذا کسی کو بیوقوف بنانے کی کوشش نہ کریں۔ جو گندی رسمیں انگریز ہمارے اداروں میں چھوڑ گئے ہیں ان کی اپنی درسگاہوں میں ان کا نام ونشان تک نہیں۔

(روایت مجیب الرحمن صاحب ایڈوکیٹ، از ماہنامہ مصباح جون، جولائی 2008، حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نمبر)

مکرم مولوی ابوالمنیر نورالحق صاحب ایک جگہ لکھتے ہیں کہ جب وہ اپنی کوئی پریشانی لے کر حضور کے پاس جاتے تو حضور فرماتے کہ دیکھو جب مجھے کوئی پریشانی لاحق ہوتی ہے تو میں دین کے کام میں پوری طرح لگ جاتا ہوں۔اس لئے میری تمہیں یہی نصیحت ہے کہ جب کوئی پریشانی ہوتو فوراً دین کے کام میں لگ جایا کرو! اللہ تعالیٰ خود ہی پریشانی دور کردے گا۔

(مصباح جون،جولائی 2008)

☆☆

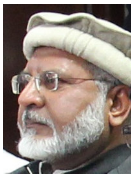

میرے والد صاحب تعلیم الاسلام کالج کے طالب علم تھے۔ ان کا نام خادم حسین اسدؔ تھا۔ٹی آئی کالج روئنگ کلب کے ممبر تھے۔ جب روئنگ کے مقابلہ جات ہوتے تو حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ دریا کے کنارے کے ساتھ ساتھ چلا کرتے تھے۔

1953 کی بات ہے کہ میرے والد صاحب حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ کے ساتھ کار میں رتن باغ کی طرف جا رہے تھے کہ دیکھا آگے سے ختم نبوت والوں کا جلوس آرہا ہے۔حضرت مرزا ناصراحمد صاحب نے فرمایا کہ جلوس میں سے گزرنا ہے آپ کا کیا خیال ہے؟ میرے والد صاحب نے فرمایا بے شک گزریں، آج دیکھا جائے گا۔ خیر جلوس کے درمیان سے بخیروعافیت گزر گئے۔حضرت مرزا ناصراحمد صاحب نے والد صاحب کے حوصلے کی داد دی اور کہنے لگے تم تو واقعی اَسد (شیر) ہو۔

والد صاحب کبڈی کے بھی کھلاڑی تھے۔انہیں شعروشاعری سے بھی شغف تھا۔گریجویشن کے بعد حضرت مرزا ناصراحمد صاحبؒ نے انہیں ناصرآباد فارم کا منیجر مقرر فرمایا۔ (ڈاکٹر طارق انور باجوہ۔لنڈن)

المنار

المنار ہر ماہ باقاعدگی سے جماعت احمدیہ کی مرکزی ویب سائٹ alislam.org پر upload کردیا جاتا ہے۔آپ گزشتہ شمارے دیکھنا چاہیں تو Periodicals کے حصّہ میں جاکر ان کا مطالعہ کرسکتے ہیں۔
المنار کو ہمیشہ آپ کی آراء کا انتظار رہتا ہے۔ (ادارہ)

اور کتنا بھاگو گے؟

(مبارک صدیقی)

خواہشوں کے جنگل میں
تتلیوں کے پیچھے
تم اور کتنا بھاگو گے؟
خواہشوں کے جنگل میں
بے شمار قبریں ہیں
میری مان جاؤ ناں
اب بھی لوٹ آؤ ناں
مر تو سب نے جانا ہے
ایک کام مت کرنا
خواہشوں کے جنگل میں
ہو سکے تو نہ مرنا

ایڈیٹر
عطاء القادر طاہر
اراکین مجلس ادارت
سید نصیر احمد۔رانا عبدالرزاق خان۔بشیر احمد اختر
پروف ریڈنگ
سید حسن خان۔میر شفیق احمد۔عرفان شہزاد
تزئین
خورشید احمد خادمؔ

محترم ماسٹر عمر حیات صاحب مرحوم

شہر میں اِک چراغ تھا، نہ رہا

(شریف خان نیازی۔لندن)

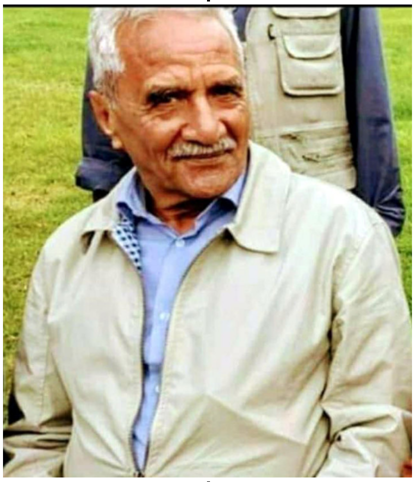

محترم ماسٹر عمر حیات صاحب مرحوم 16/اپریل 1949ء کو شاہ پور ضلع سرگودھا میں مکرم حکیم محمد صدیق صاحب مرحوم کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ کا سانحہ ارتحال مجھے برسوں یاد رہے گا اور قلب و ذہن اُن کے ساتھ گزرے لمحات کو یاد کرکے غم کے حصار میں رہیں گے۔ انہوں نے 72 برس کی عمر میں سفرِ آخرت اختیار کیا۔

میرا اُن کا تعلق 55 برس کے عرصے کو محیط ہے۔ یہ نصف صدی کا قصہ ہے، دو چار برس کی بات نہیں۔ وہ 1965ء کے وسط میں ربوہ تشریف لائے تھے اور میرے محلے فیکٹری ایریا ربوہ ہی میں سکونت پذیر ہوئے۔ اسی سال انہوں نے تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں داخلہ لیا اور 1970ء میں یہاں سے بی۔اے کیا۔ 1972ء میں وہ تعلیم و تدریس کے شعبہ سے وابستہ ہوئے اور تادمِ آخر یہ سلسلہ جاری رہا۔ اسی دوران انہوں نے پرائیویٹ طور پر تاریخ کے مضمون میں ماسٹرز کی ڈگری بھی حاصل کی۔

بطور استاد آپ کی پہلی تقرری پرائمری سکول دارالرحمت وسطی ربوہ میں ہوئی۔ بعد میں تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ اور پاکستان کے دوسرے شہروں میں بھی پڑھاتے رہے۔ ملازمت سے سبک دوش ہوئے تو اُس وقت تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ میں تعینات تھے اور ایک نیک نام استاد کی حیثیت سے معروف تھے۔

میرے ذہن میں ماسٹر عمر حیات صاحب کی شخصیت کی جو تصویر بنتی ہے وہ ایک بے تکلّف، بے ریا، سادگی پسند، خلوص و محبت سے سرشار، خدمت خلق پر ہر دم مستعد، ہمدرد اور انسانیت پرست انسان کی ہے۔ تحمّل اور برداشت اُن کا خاص وصف تھا۔ اولاد کی کسی بھی بات پر وہ آپے سے باہر ہونے والے نہیں تھے۔ تحمل اور برداشت اُن کا طرہ امتیاز تھا۔ اپنے بہت محدود مالی وسائل اور قلیل آمدنی میں جس نفاست اور سلیقہ شعاری سے اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہوئے انہوں نے زندگی گزاری اور بڑے باعزت طریق پر خاندانی تعلقات نبھاتے ہوئے اپنے بچوں کی اعلیٰ تعلیم و تربیت اور اعلیٰ روزگار کے سامان کیے وہ بذات خود ایک سچے احمدی اور مثالی گھرانے کی ایک تابندہ مثال ہے۔ انہوں نے اپنے جواں سال بھائی انوار احمد کی موت کا صدمہ بھی حوصلے اور صبر سے برداشت کیا اور باقی زندگی بیوہ بھابھی اور اُس کے بچوں کا بہت خیال رکھا۔

مرحوم ایک صاحب علم اور وسیع مطالعہ رکھنے والی شخصیت تھے۔ اپنے موضوع پر مضبوط گرفت رکھتے تھے، خاص طور پر اسلامی تاریخ پر گہری نظر تھی اور اسلامی تاریخ کے اہم ادوار انہیں ازبر تھے۔ تاریخ کے موضوع پر گفتگو ہوتی تو بڑی روانی سے تاریخ کے اوراق اُلٹتے جاتے۔ اسی طرح علم و ادب کے دیگر موضوعات، شعروشاعری، سیاست اور جماعتی تاریخ کا ایک اَنمول خزانہ تھے۔ جب بھی انہیں دیکھا اُن کے ہاتھ میں کوئی نہ کوئی کتاب ہوتی۔ ہر وقت پڑھتے اور کچھ نہ کچھ لکھتے رہتے۔ مجلس انصاراللہ پاکستان کے علمی مقابلوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ خاص طور پر مقالہ تحریر کرنے میں بڑی مہارت رکھتے تھے اور اکثر پہلی یا دوسری پوزیشن حاصل کرتے۔

انہوں نے حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہیدؓ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سفر لاہور و سیالکوٹ، نظام وصیت، اسلام کا فلسفۂ جہاد اور ہستی باری تعالیٰ کے موضوعات پر گراں قدر مقالے تحریر کیے جنہیں علمی و ادبی حلقوں میں بہت پذیرائی حاصل ہوئی۔ وفات سے چند روز قبل ''اللہ اکبر''

کے عنوان سے ایک مقالہ تحریر کیا تھا۔ 31/جنوری 2021ء کو ان کی وفات ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور اپنے جوار رحمت میں خاص مقام عطا کرے۔ آمین۔

کسی انسان کا بڑا پن یہ ہے کہ وہ بدلہ لینے کی طاقت رکھتا ہو لیکن وہ معاف کرے اور تکبر کی بجائے انکساری اور عاجزی کا پیکر بن کر زندگی گزار دے۔ دوسروں کی ہمدردی، پیار و محبت اور دوسروں کی مدد کرنے کے جذبات سے لبریز ہو۔ میرے نزدیک اُن کی زندگی ان تمام صفات سے مزین تھی۔ یہ محبتوں کے رشتے اور خدمتوں اور قربانی کے جذبے امام الزماں مسیح دوراں علیہ السلام کی قائم کردہ جماعت میں ہر جگہ پائے جاتے ہیں۔ یہ اُسی پنیری کی پھلواریاں ہیں جو آقا کی عنایتوں کے عرق جگر اور اشک آلود دعاؤں سے سیراب ہوئیں اور آپؑ کے بیشمار غلاموں کی طرح ہمارے اپنے پیارے خدمت گزار عاجز بھائی عمر حیات کے کردار کی یادوں کے آنگن میں بھی ایک خوبصورت گلدستہ چھوڑ گئے۔ خدا تعالیٰ رہتی دنیا تک اس کی تروتازگی اور مہک قائم رکھے۔ آمین۔

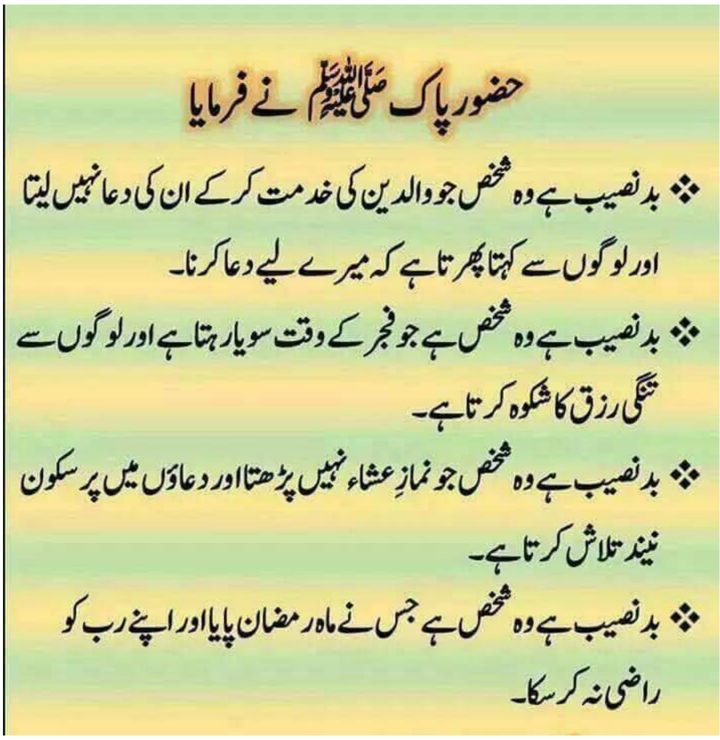

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

❖ بدنصیب ہے وہ شخص جو والدین کی خدمت کر کے ان کی دعا نہیں لیتا اور لوگوں سے کہتا پھرتا ہے کہ میرے لیے دعا کرنا۔

❖ بدنصیب ہے وہ شخص ہے جو فجر کے وقت سویا رہتا ہے اور لوگوں سے تنگی رزق کا شکوہ کرتا ہے۔

❖ بدنصیب ہے وہ شخص جو نمازِ عشاء نہیں پڑھتا اور دعاؤں میں پر سکون نیند تلاش کرتا ہے۔

❖ بدنصیب ہے وہ شخص ہے جس نے ماہ رمضان پایا اور اپنے رب کو راضی نہ کرسکا۔

روحِ حضرت مصلح موعودؓ سے - پیمانِ شاعر

(ثاقبؔ زیروی)

تو نے کی مشعلِ احساس فروزاں پیارے
دل بھلا کیسے بُھلا دے تیرا احساں پیارے
رُوحِ پژ مردہ کو ایماں کی جِلائیں بخشیں
اور انوار سے دھو ڈالے دل و جاں پیارے
ولولوں نے تیرے ڈالی مہ و انجم پہ کمند
تو نے کی سطوتِ اسلام درخشاں پیارے
اب وہی دینِ محمدؐ کی قسم کھاتے ہیں
تھے جو مشہور کبھی دشمنِ ایماں پیارے
پہلے بخشا میرے بہکے ہوئے نغموں کو گداز
پھر مری رُوح پہ کی درد کی افشاں پیارے
مجھ کو بھولے گی کہاں وہ تری بھرپور نگاہ
جگمگا اُٹھا تھا جب فکر کا ایواں پیارے
اب نگاہیں تجھے ڈھونڈیں بھی تو کس جا پائیں
جانے کب پائے سکوں پھر دلِ ویراں پیارے
کون افلاک پہ لے جائے یہ رودادِ الم
ترا متوالا ہے ابھی تک پریشاں پیارے
رُوح پھرتی ہے بھٹکتی ہوئی ویرانوں میں
دل ہے نیرنگیٔ افلاک پہ حیراں پیارے
شکرِ ایزد تری آغوش کا پالا آیا
اپنے دامن میں لئے دولت عرفاں پیارے
فکر میں جس کے سرائت تری تخیل کی ضو
جس کی ہر ایک نوا درد کا عنواں پیارے
دیکھ کر اُس کو لگن دل کی بجھا لیتا ہوں
آنے والے پہ نہ کیوں جان ہو قرباں پیارے
تیری اس شمع کا پروانہ صفت ہوگا طواف
تیرے ثاقبؔ کا ہے اب تجھ سے یہ پیماں پیارے

غزل...مقصود الحق

اشک در اشک عطا غم کی جو دولت کی ہے
اپنے بندوں پہ بڑی اُس نے عنایت کی ہے

جو بھی کہنا تھا کہا اپنے خدا سے ہم نے
تم سے بھُولے سے بھی کب کوئی شکایت کی ہے

جو مسیحا تھا اُسے ہم نے مسیحا مانا
فکرِ ملّاں سے سرِدار بغاوت کی ہے

تم کو دجّال ملا ہم کو مسیح و مہدی
بات دونوں کے نصیبوں کی ہے قسمت کی ہے

ہم بھی تم جیسے ہی بکھرے ہوئے دانے ہوتے
ہم میں وحدت کی بنا، حبل خلافت کی ہے

جب آنکھ ہی سے نہ ٹپکا، تو پھر لہو کیا ہے

ہر ایک بات پہ کہتے ہو کہ ’’تو کیا ہے‘‘
تمہیں کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے

نہ شعلے میں یہ کرشمہ، نہ برق میں یہ ادا
کوئی بتاؤ کہ وہ شوخ تندخو کیا ہے

یہ رشک ہے کہ وہ ہوتا ہے ہم سخن تم سے
وگرنہ خوف بدآموزئ عدو کیا ہے

چپک رہا ہے بدن پر لہو سے پیراہن
ہماری جیب کو اب حاجت رفو کیا ہے

جلا ہے جسم جہاں، دل بھی جل گیا ہوگا
کریدتے ہو جو اب راکھ، جستجو کیا ہے

رگوں میں دوڑنے پھرنے کے ہم نہیں قائل
جب آنکھ ہی سے نہ ٹپکا، تو پھر لہو کیا ہے

المنار آپکا اپنا رسالہ ہے۔ ازراہ کرم ہمیں اپنی تجاویز اور تحریرات بھجواتے رہیں۔ اگر آپ کے پاس کالج کے زمانے کی کوئی نادر تصویر موجود ہے تو وہ بھی اشاعت کے لئے ارسال فرمائیں۔ جزاکم اللہ۔

(سیکریٹری اشاعت)

Syed Naseer Ahmad
naseerahmadsyed@gmail.com
Ph. 00447762366929

تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کے ممبران سے التماس

☆ کیا آپ نے سالِ رواں 2021 کی ممبر شپ فیس (£24) ادا کردی ہے؟ اگر نہیں تو براہ کرم جلد ادا کردیں۔

☆ کیا آپ نے مستحق اور نادار طلبہ کی مالی اعانت کے لئے ادائیگی کردی ہے؟ اگر نہیں تو اس کارِ خیر میں دل کھول کر حصہ لیں۔

TICOSA UK
Bank Name : Natwest Bank
Sortcode : 602009
Account number : 35109920

عبدالمنان اظہر۔ سیکریٹری فائیننس Ph. 07886381033

حسین یادیں

(محترم مرزا عبدالباسط صاحب، لندن)

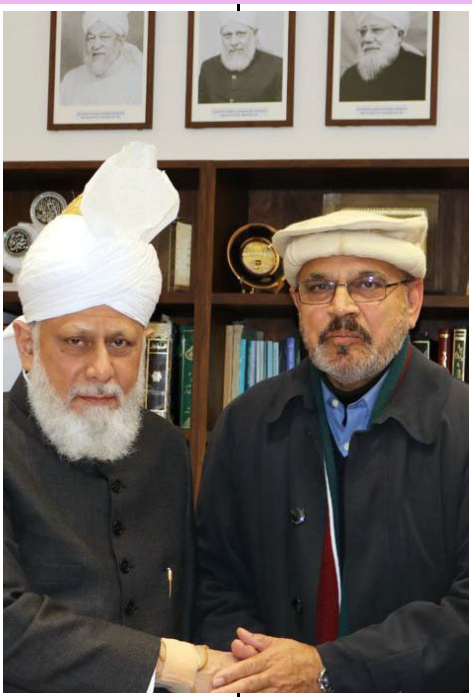

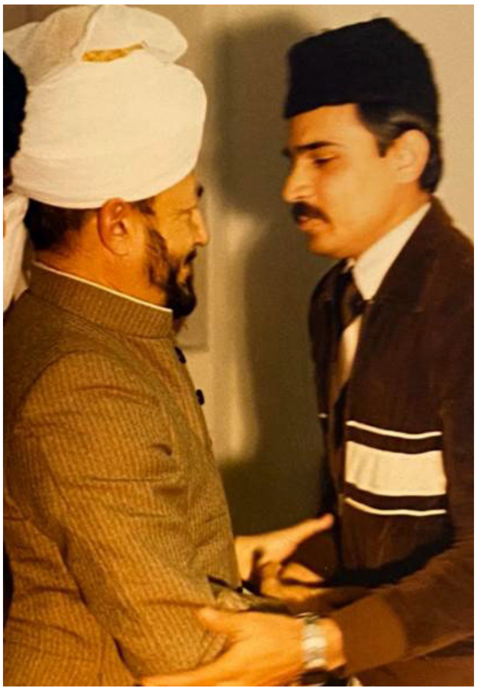

خاکسار مرزا عبدالباسط ابن مکرم مرزا عبدالحمید صاحب مرحوم 7 مئی 1954ء کو ربوہ میں پیدا ہوا۔ ابتدائی تعلیم، تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ سے حاصل کی۔ اپنی ابتدائی زندگی اور بچپن صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے کوارٹر میں گزارا۔

بچپن سے ہی خاکسار کو علمی مقابلہ جات نظم، تلاوت اور بیت بازی وغیرہ میں حصہ لینے کا بہت شوق تھا اور اکثر مقابلہ جات میں فرسٹ یا سیکنڈ پوزیشن حاصل کی۔ اس کے علاوہ سپورٹس میں بھی بہت زیادہ دلچسپی رہی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے باسکٹ بال کی قومی ٹیم تک جانے کی توفیق ملی۔ فٹ بال، والی بال، ہاکی، کرکٹ، کبڈی اور باسکٹ بال میں حصہ لیا۔ جب طفل تھا تو ربوہ کے اطفال کے گروپ کے ساتھ لاہور گیا۔ جہاں ریڈیو پاکستان میں نظم پڑھنے کا موقع ملا۔ ربوہ میں تمام اہل ربوہ نے یہ پروگرام سُنا۔ اس کے ساتھ ساتھ خاکسار کو سکول میں صبح کی اسمبلی میں روزانہ قومی ترانہ پڑھنے کی سعادت حاصل تھی۔

1967ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ سفر یورپ سے واپس تشریف لائے تو ایک جیپ تیار کی گئی۔ اس میں لاؤڈ سپیکر لگایا گیا اور مکرم قاضی عزیز احمد صاحب مرحوم اس میں حضور انور کی واپسی کا اعلان کرتے اور پھر خاکسار اس میں نظم پڑھتا رہا۔

1968ء میں مجھے جونیئر باسکٹ بال چیمپئن شپ کھیلنے کا بھی موقع ملا۔ ربوہ میں آل پاکستان ناصر باسکٹ بال ٹورنامنٹ جو کہ جماعت احمدیہ کی آن اور شان تھا میں بھرپور حصہ لینے کا موقع ملتا رہا۔ خاکسار کے سکول کے دنوں کی بات ہے کہ ایک مرتبہ کوئی سکول کی ٹیم ٹورنامنٹ میں نہ آئی۔ لہٰذا ربوہ کی سکول کی ٹیم کو کالج کی ٹیموں میں شمار کر لیا۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول کی ٹیم پاکستان کے کالجوں کی تمام ٹیموں کو ہرا کر فائنل میں پہنچ گئی۔ دوسری طرف سے تعلیم الاسلام کالج کی ٹیم فائنل میں پہنچ گئی۔ لہٰذا تعلیم الاسلام سکول اور تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے درمیان شدید کانٹے دار میچ ہوا۔ میچ کے اختتام پر سکور برابر تھے۔ 5 منٹ کا اضافی وقت دیا گیا۔ پھر سکور برابر، پھر 5 منٹ کا وقت دیا گیا تو سکول کی ٹیم نے یہ میچ 3 سکور سے جیت لیا۔ الحمدللہ۔

پاکستان کی گولڈن جوبلی کے موقع پر ایک ٹورنامنٹ لاہور میں منعقد ہوا۔ جس میں ربوہ سے بھی ٹیم شامل ہوئی۔ سارے ٹورنامنٹ میں ہماری ٹیم تمام میچ جیت کر ناقابل شکست رہی اور فائنل میں پہنچ گئی۔ ربوہ کا مقابلہ

لاہور کی ٹیم سے ہوا۔ محض خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک کانٹے دار مقابلہ کے بعد ہم نے فائنل میچ جیت کر گولڈ میڈل حاصل کیا۔ الحمدللہ اس ٹیم کی ایک خاص بات یہ تھی کہ اس کا نہ کوئی یونیفارم تھا نہ اس کا کوئی کوچ اور نہ مینیجر۔ پھر بھی خدا تعالیٰ نے فتح سے ہمکنار کیا۔ اس فاتح ٹیم کے ربوہ واپس آنے پر انتظامیہ کی طرف سے ایک بارونق تقریب منعقد کر کے کھلاڑیوں کی حوصلہ افزائی کی گئی۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

1965 تا 1982ء ربوہ کی باسکٹ بال گراؤنڈز میں آل پاکستان باسکٹ بال ٹورنامنٹس۔ سرگودھا بورڈ، اور فضل عمر کلب کی قیادت کا اعزاز حاصل رہا۔ اس کے علاوہ کئی ناقابل فراموش میچز کھیلنے اور جیتنے کی سعادت لمبا عرصہ تک حاصل رہی۔ ان گراؤنڈز میں ہم کھیلے اور خوب کھیلے۔ حضرت چوہدری محمد علی صاحب مرحوم کی اعلیٰ کوچنگ کی بدولت خاکسار کو ایک اچھا کھلاڑی بننے کی توفیق ملی۔ خاکسار بڑے فخر سے یہ کہنا چاہتا ہے کہ خاکسار مرزا باسط کو قومی سطح کا کھلاڑی بنانے والے حضرت چوہدری صاحب مرحوم ہی تھے۔ حضرت چوہدری صاحب کو باسکٹ بال سے جنون کی حد تک لگاؤ تھا اور وہ چاہتے تھے کہ ربوہ کے لڑکے پاکستان کے تمام کھلاڑیوں میں نمایاں نظر آئیں۔

ہر کھلاڑی کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ کھیل کے میدان میں اپنے ملک کی نمائندگی کرے۔ الحمدللہ خاکسار کو ترکی میں ہونے والی اسلامک گیمز میں پاکستان کی طرف سے کھیلنے کا موقع ملا۔ خاکسار کے ساتھ محترم میجر شاہد سعدی صاحب اور محترم عبد الرحیم صاحب بھی ٹیم میں شامل تھے۔ اور حضرت چوہدری محمد علی صاحب بھی ہمارے ہمراہ تھے۔ الحمدللہ۔

اس کے علاوہ خاکسار کو ربوہ میں خدام الاحمدیہ کے تحت مکرم احمد سعید جبرائیل صاحب مرحوم کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا۔ جامعہ احمدیہ کی سالانہ کھیلوں کے موقع پر خاکسار کو ان کے فٹ بال میچز میں بطور ریفری خدمت کرنے کی توفیق ملتی رہی۔ محترم عبدالرزاق صاحب پی ٹی آئی جامعہ احمدیہ ہر سال خاکسار کو سالانہ کھیلوں کے موقع پر دعوت نامہ ارسال فرمایا کرتے تھے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ اسی طرح لندن میں بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔

خاکسار 1983ء میں ربوہ سے لندن آ گیا اور آتے ہی انگلستان کی مجلس خدام الاحمدیہ ہنسلو کا باقاعدہ ممبر بن گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے انگلستان آنے کے بعد یہاں کی جماعتوں میں بیداری پیدا ہوگئی۔ خاکسار کو حضور اقدس کی مجالس علم و عرفان میں باقاعدگی سے حفاظت خاص میں ڈیوٹی دینے کی سعادت حاصل ہوتی رہی۔ گزشتہ قریباً 30 سال سے حضرت خلیفۃ المسیح کے تمام فنکشنز کی تزئین و آرائش کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ الحمدللہ۔

مجلس عرفان، میراتھن واک، خدام و انصار کے اجتماعات، جلسہ ہائے سیرۃ النبی ﷺ پیس کانفرنس، جلسہ سالانہ قادیان، بنگلہ دیش، یو کے میں مساجد کے افتتاح کی تقریبات، عیدین، جلسہ سالانہ کی ڈیوٹیوں کا افتتاح،

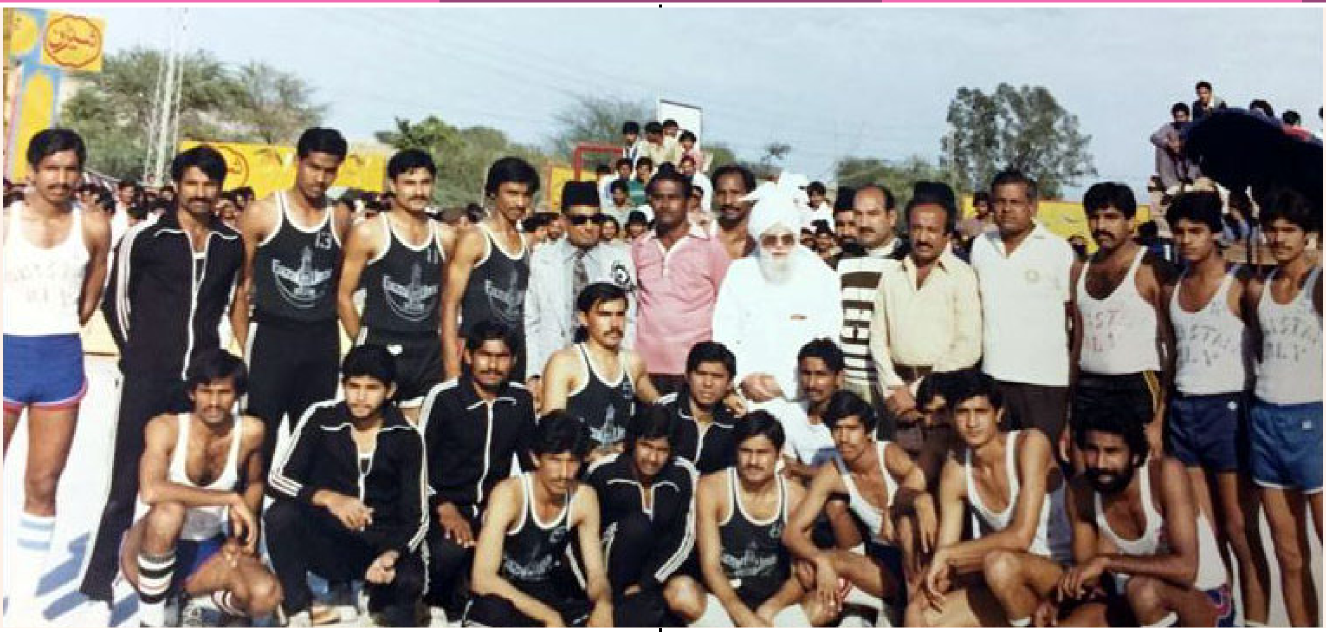

فلیگ ہوسٹنگ جلسہ سالانہ، عالمی بیعت یوکے کی تیاری، ناظم سپیشل اریجنمنٹ ،لنگرخانہ یوکے، وائس چیئرمین مسرور انٹرنیشنل کرکٹ ٹورنامنٹ، صدر باسکٹ بال مجلس صحت یوکے، نائب قائد ذہانت صحت وجسمانی مجلس انصار اللہ یوکے، ناظم صحت وجسمانی مجلس انصار اللہ ہانسلو نارتھ سیکرٹری جائیداد ہانسلو نارتھ، ان تمام عہدہ جات اور خدمات کو بجالانے کی توفیق مل رہی ہے۔

الحمدللہ۔

تعلیم الاسلام اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کی تقریبات کی تزئین و آرائش کے فرائض بھی خاکسار کے سپرد ہیں۔ نیز امسال خاکسار کو اس ایسوسی ایشن میں سیکرٹری ایسوسی ایٹ ممبرز کے طور پر بھی منتخب کیا گیا ہے۔

الحمدللہ۔

1991ء میں خاکسار کو 6 ہفتہ کیلئے وقف کرنے اور ایڈوانس پارٹی کے طور پر جلسہ سالانہ قادیان میں حفاظت خاص میں خدمت کرنے کی توفیق ملی۔اس سال حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ بھی پارٹیشن کے بعد پہلی بار قادیان تشریف لے کر گئے تھے۔تو وہاں بطور ناظم دارالمسیح حفاظت خاص کی ڈیوٹی خاکسار کے سپرد کی گئی۔جس کو باحسن ادا کرنے کی توفیق ملی۔

الحمدللہ۔

یہ 6 ہفتے پلک جھپکتے ہی گزر گئے۔ یہ خوبصورت لمحات جو 6 ہفتے میں نے اپنے امام کے ساتھ گزارے میری زندگی کا ناقابل فراموش سرمایہ ہیں۔

الحمدللہ۔ثم الحمدللہ۔

خاکسار تمام احباب اور دوستوں کی خدمت میں دُعا کی درخواست کرتا ہے کہ دُعا کریں خدا تعالیٰ آئندہ بھی اسی طرح خلافت احمدیہ اور جماعت سے وابسطہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور مقبول خدمات بجالانے کی توفیق

باغبانی: پودوں کے ساتھ باتیں کرنے والے لوگ جنھیں یقین ہے کہ یہ عمل ایک حقیقت ہے

BBC NEWS اردو
(بشکریہ: بی بی سی اُردو ڈاٹ کام-https://www.bbc.com/urdu/world-52532800)
BBC NEWS اردو

جہاں کئی باغبانی کرنے والوں کا خیال ہے کہ پودوں سے بات چیت کرنے سے ان کی نشوونما بہتر ہوتی ہے، وہیں سائنسی دنیا میں اسی موضوع پر ایک بحث وتکرار ہو رہی ہے کہ کیا پودے ہماری باتیں سنتے ہیں یا وہ ہماری باتوں کا جواب بھی دیتے ہیں۔

لارا بیلوف کے گھر کا پودا ایک کلک کی آواز دیتا ہوا سنائی دیتا ہے۔ انھوں نے اس پودے کی جڑوں کے ساتھ ایک مائیکروفون لگا دیا ہے تاکہ وہ مٹی کے اندر بہت ہی خفیف سے کلک کی آواز کو سن سکیں۔ یہ ممکن ہے ایک ایسے سوفٹ ویئر کے ذریعے جو انھوں نے اپنی ریسرچ کے لیے خود تیار کیا۔ اس نے کلک کی فریکوینسی کو اتنا کم کر دیا ہے کہ اُس آواز کو انسان سن لیتے ہیں۔ جب وہ اپنے ڈیسک پر کام کر رہی ہوتی ہیں تو اس وقت پودے سے جڑی یہ مشین ایک خوشگوار انداز میں بات چیت کر رہی ہوتی ہے۔ لیکن بات چیت کی آواز اس

وقت محسوس ہوتی ہے جب کوئی بات کرتا ہے۔

بیلوف جوفن لینڈ کی آلٹو یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں، کہتی ہیں کہ یہ ایک انتہائی عجیب وغریب بات ہے۔ اس مرتبہ جب ان سے کوئی ملاقات کے لیے آیا تو پودے سے کلک کی آواز آنا بند ہوگئی۔ جب وہ مہمان چلا گیا تو کلک کی آواز دوبارہ آنے لگی۔ بعد میں اور بھی بہت سارے لوگ آئے، اس مرتبہ بھی آواز رک گئی۔ اور جب وہ بھی چلے گئے تو آواز دوبارہ سے آنے لگی۔ بیلوف کہتی ہیں کہ مجھے ابھی تک معلوم نہیں کہ میں اس بارے میں کیا سوچوں۔ کچھ

ایسا لگتا ہے کہ یہ پودا بیلوف سے صرف تنہائی میں کلک کرتا ہے یعنی جیسے کہ وہ اِس سے بات چیت کر رہی ہوں۔ بیلوف کے پودوں سے نکلنے والے کلکس کا پتا لگانے کی کوششیں دو سال سے زائد عرصے تک جاری رہیں۔ انھیں ان آوازوں کے بارے میں ابھی بھی یقین نہیں کہ پودا کیا کہہ رہا تھا۔

اِس مشین کے بنانے میں استعمال ہونے والا اس کا سامان کم قیمت کا تھا۔ ایک سادہ مائیکروفون جس کے متعلق وہ تسلیم کرتی ہے کہ وہ مٹی یا اردگرد کے ماحول میں موجود مائیکروآرگنزم کی آوازوں کو بھی محسوس کر سکتا تھا، ضروری نہیں کہ یہ کلک کی آواز پودے کی ہو۔ اور یہ اندازہ لگانا کہ پودا بات چیت کر رہا تھا یا اس نے کمرے میں داخل ہونے والے لوگوں پر ردعمل ظاہر کیا، اس وقت محض ایک قیاس آرائی ہے۔ لیکن امکان، تھوڑا سا موقع، بیلوف کے اس تجربے کو دلچسپ بنا دیتا ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ کیا واقعی ایسا ہو رہا ہے؟ یہی سوال ہے۔

پودوں اور پودوں کی زندگیوں کے بارے میں بہت ساری ایسی باتیں ہیں جو ہم نہیں جانتے ہیں۔ فی الحال سائنس کے اُن ماہرین کے درمیان ایک بحث ہے جو پودوں کا مطالعہ کرتے ہیں کہ پھول اور جھاڑیاں کس حد تک ایک دوسرے کے ساتھ بات چیت کر سکتے ہیں یا دوسری جاندار چیزوں سے بات چیت کر سکتے ہیں۔ اور اگر وہ کر سکتے ہیں تو کیا یہ نباتات ذہین بھی کہے جا سکتے ہیں یا ان کی یہ صلاحیت انھیں ذہین بھی بناتی ہے؟

ایک عظیم سائنس دان - پروفیسر عبدالسلام

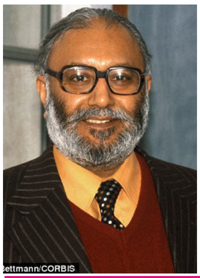

تیسری دنیا کی اکیڈمی آف سائنسز

(پروفیسر آصف علی پرویز - لندن)..قسط:69

دوست: آپ نے پچھلی ایک گفتگو میں پروفیسر عبدالسلام صاحب کی تیسری دنیا کی اکیڈمی آف سائنسز (The World Academy of Sciences) کے بارے میں بتانے کا وعدہ کیا تھا کیا اس محفل میں آپ اس کا ذکر کریں گے۔

The World Academy of Sciences
for the advancement of science in developing countries

آصف: کیوں نہیں اگرچہ پروفیسر عبدالسلام صاحب کی کوششوں سے آپ نے بین الاقوامی مرکز برائے تھوریٹیکل فزکس (International Centre for Theoretical Physics) بنا دیا تھا لیکن انہیں احساس تھا کہ سائنس کے فروغ کیلئے تیسری دنیا میں ایک تنظیم کی ضرورت ہے۔

دوست: آپ نے اس خواہش کا اظہار کسی موقعہ پر کیا؟

آصف: 16 اکتوبر 1981ء روم میں ویٹیکن کی پایائے اعظم سائنس اکیڈمی (Sciences of the Vatican Pontifical Academy) یں تقریر کرتے ہوئے آپ نے ایسی اکیڈیمی بنانے کی ضرورت پر زور دیا۔ آپ کی اس تجویز کو تیسری دنیا کے سائنسدانوں نے بہت سراہا۔ چنانچہ

تیسری دنیا کے نامور سائنسدانوں کی میٹنگ 10 اور 11 نومبر 1983ء کو ٹریسٹ میں منعقد ہوئی چنانچہ متفقہ طور پر پروفیسر عبدالسلام صاحب کو اس کا بانی صدر منتخب کرلیا گیا۔

دوست: یہ تو پروفیسر عبدالسلام صاحب کے لئے ایک بہت بڑا اعزاز تھا۔

آصف: یقیناً اس اکیڈمی کا باقاعدہ افتتاح سیکرٹری جنرل جناب جیویر پریز ڈی کیولاء (Jever Perez De Cuellar) نے 5 جولائی 1985ء کو کیا۔ اس تقریب میں تمام دنیا سے 250 مندوب شامل ہوئے۔ جن میں کئی نوبل انعام یافتہ سائنس دان شامل تھے۔

دوست: پروفیسر عبدالسلام صاحب نے اس موقعہ پر جو خطاب کیا آپ اس کے اہم نکات سے آگاہ کریں۔

آصف: آپ نے کہا کہ آج سے نو سو برس قبل ایک عظیم مسلمان طبیب الاصولی (Al Asuli) جو بخارا میں رہتے تھے ایک کتاب لکھی جس کا نام کتاب الادویہ (Pharma Copeia) تھا۔ آپ نے بیماریوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔

1۔ امیروں کی بیماریاں 2۔ غریبوں کی بیماریاں

دوست: کیا عمدہ تقسیم ہے جو انہوں نے کی لیکن اس کا آج کل کی دنیا سے کیا تعلق؟

آصف: پروفیسر عبدالسلام صاحب نے کہا کہ آج کل سائنس کی دنیا بھی دو حصوں میں تقسیم ہوگئی ہے۔ ایک امیر ملکوں کی سائنس ہے جس سے امیر ملکوں نے غریب ملکوں پر اپنی اجارہ داری قائم کر رکھی ہے اور دوسرے غریب یا تیسری دُنیا کے ممالک جنہیں یہ احساس ہی نہیں ہے کہ دنیا میں ترقی کیلئے سائنس میں دلچسپی لینی بہت ضروری ہے۔ ان ممالک کے ارباب اقتدار صرف اپنی اور اپنے من پسند افراد کی جیبیں بھرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ اور سائنس میں تحقیق کرنے کی طرف ان کی کوئی توجہ نہیں ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ تیسری دنیا کے ممالک اس تنظیم کے ذریعہ سائنسی علوم کی ترویج اور تحقیق کی کوششیں کریں۔

دوست: اس تنظیم کے چند بنیادی مقاصد کے بارے میں بتائیں کہ یہ تیسری دنیا کے ممالک کی کس طرح مدد کر رہی ہے۔

آصف: ایک اہم امر کا تو میں ذکر کر چکا ہوں کہ تیسری دنیا کے عوام اور حکومتوں کو یہ احساس دلائیں کہ اگر انہوں نے ترقی کرنی ہے تو انہیں سائنس کی طرف لازماً توجہ کرنا چاہئے۔ سائنسی علوم پڑھنے سے تیسری دنیا کے ممالک ترقی کر سکتے ہیں اور اپنے ملکوں سے غربت کا خاتمہ کر سکتے ہیں۔ ایک اور مقصد یہ تھا کہ تیسری دنیا میں جو مسائل ہیں ان کی طرف خاص

توجہ دی جائے اور دنیا کے ماہرین اور مقامی سائنسدانوں کے ساتھ مل کر ان کا حل نکالا جائے۔

دوست: کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ اس میں سے ایسے کون سے مسائل کن ممالک میں ہیں جن کے حل کی طرف توجہ کی گئی۔

آصف: مثلاً پاکستان میں سیم اور تھور ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ اس کو حل کرنے کیلئے ماہرین کی خدمات حاصل کی گئیں۔ اس طرح 1985ء میں خرطوم (سوڈان) میں زمین کا کٹاؤ اور ریت کی گردش پر قابو پانے میں تجربہ گاہ کا کردار (The Role of Laboratory in the Control of Soil Erosion and Sand Movement) کے موضوع پر بین الاقوامی سیمینار منعقد ہوا۔

دوست: یہ تو بہت ہی اہم مسائل ہیں اگر ان کا خاطر خواہ حل سامنے آ جائے تو لاکھوں بلکہ کروڑوں لوگوں کی زندگیوں میں خوشگوار تبدیلی آ سکتی ہے۔ کیا اس تنظیم نے تیسری دنیا کے ذہین طلباء کیلئے وظیفے دینے کا بھی اعلان کیا۔

آصف: جی ہاں! تیسری دنیا کے طلباء کیلئے نہ صرف وظیفوں کا اعلان ہوا۔ اس کے ساتھ ہی مشہور یونیورسٹیوں اور اداروں میں بھی داخلے کا انتظام کیا گیا۔ اس طرح تیسری دنیا کی لائبریریوں میں مختلف کتب اور تحقیقی رسائل کا انتظام کیا گیا۔ اس طرح دُنیا کے چوٹی کے سائنس دانوں سے درخواست کی گئی کہ وہ تیسری دنیا میں جا کر اہم سائنسی موضوعات پر لیکچر دیں۔

دوست: یقیناً یہ ادارہ تیسری دنیا میں سائنس پھیلانے کی بہت کوشش کر رہا ہے۔

آصف: اس ادارے کو یونیسکو (United Nations scientific and Cultural Organisation) نے اپنی سرپرستی میں لے لیا ہے۔ اور اس کی مالی معاونت کر رہی ہے۔ پروفیسر عبدالسلام صاحب 1994ء تک اس کے بانی ڈائریکٹر رہے۔ پھر خرابی صحت کے باعث آپ نے اس عہدہ سے استعفیٰ دے دیا تاہم آپ کو تا وفات اس کا اعزازی صدر مقرر کر دیا گیا۔

دوست: اگرچہ یہ تصویر آپ پہلے بھی دکھا چکے ہیں۔

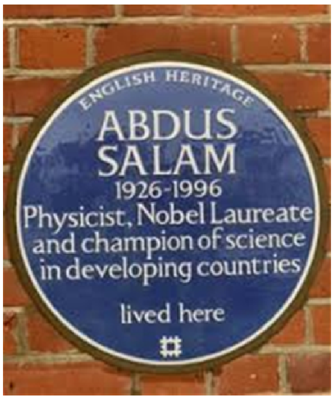

یعنی یہ اعزازی تختی جو لندن میں آپ کے گھر پر آویزاں کی گئی ہے۔ اس میں اس بات کا بجا طور پر اقرار کیا گیا ہے کہ پروفیسر عبدالسلام صاحب نے تیسری دنیا میں سائنس کی ترقی کیلئے انتھک محنت کی۔ یقیناً اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر عطا فرمائے گا۔ اور آنے والی نسلیں اس عظیم احسان کو یاد رکھیں گی۔ انشاء اللہ۔

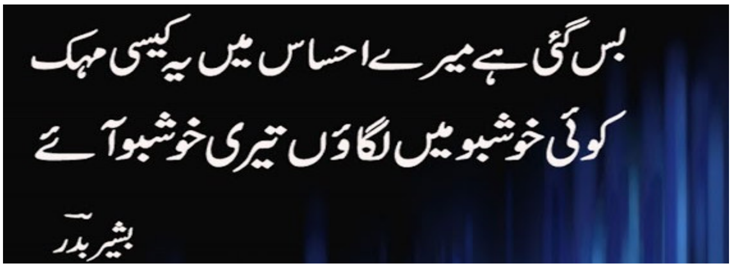

تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کے ممبران سے التماس

☆ کیا آپ نے سالِ رواں 2021 کی ممبر شپ فیس (£24) ادا کر دی ہے؟ اگر نہیں تو براہ کرم جلد ادا کر دیں۔ ☆ کیا آپ نے مستحق اور نادار طلبہ کی مالی اعانت کے لئے ادائیگی کر دی ہے؟ اگر نہیں تو اس کار خیر میں دل کھول کر حصہ لیں۔

TICOSA UK
Bank Name : Natwest Bank
Sortcode : 602009
Account number : 35109920

عبدالمنان اظہر۔ سیکریٹری فائینس Ph. 07886381033